نوائے
افغان جہاد
جلد نمبر 1 | 15 اگست تا 31 اگست 2008ء | شمارہ نمبر 1

فرمان نبوی ﷺ

''جب تک آسمان سے بارش کے قطرے برستے رہیں گے جہاد ہمیشہ یونہی تروتازہ رہے گا۔ اور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب ان کے علماء کہیں گے کہ یہ زمانہ جہاد کا زمانہ نہیں ہے۔ پس جو یہ زمانہ پائے، تو جہاد کرنے کے لیے یہ کیا ہی خوب زمانہ ہوگا۔'' لوگوں نے پوچھا ''یا رسول اللہ! کیا کوئی ایسا بھی کہہ سکتا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ جس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو'' (السنن الواردۃ فی الفتن از ابن حماد رحمۃ اللہ علیہ ...... کنز الاعمال)

پانی کی ایک بوند

رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ یعنی دسمبر 2001ء میں جب صلیبی کفر بی باون طیاروں اور ڈیزی کٹر بموں اور کروز میزائلوں کے ذریعے افغانستان میں تورا بورا کے پہاڑوں میں موجود چند سو اہل عزیمت کو ملیا میٹ کر دینے کے درپے تھا تو، ایسے میں تورا بورا کے مضافات میں ایک چھوٹی سی مسجد کے صحن میں 80 سالہ بوڑھا افغان دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے حسرت سے آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ یونہی آسمان کی جانب تکتے ہوئے اس نے پاس موجود اپنے پوتے سے کہا کہ میری لاٹھی پکڑ و اور بندوق کی طرح امریکی جہازوں کی طرف اُٹھا کر رکھو تا کہ اگر میرا کوئی اور بس نہیں چلتا تو کم از کم روز محشر اپنے رب کو یہ تو کہہ سکوں گا کہ ''اے میرے مالک! میں نے بے بسی کے عالم میں تیرے اور تیرے دین کے دشمنوں کے خلاف اپنی لاٹھی ضرور بلند کی تھی اور میں شدید بے بسی کے عالم میں یہی کر سکتا تھا۔

جو ابد ہی کے احساس سے معمور اس بوڑھے نے تو روز محشر کے لیے زادِ راہ اکٹھا کر لیا لیکن جب ہم سے پوچھا جائے گا کہ ہم نے کیا کیا اُس وقت کہ جب:

ہماری آنکھوں کے سامنے حق و باطل کا حتمی معرکہ جاری تھا اور لشکر ابلیس نہ صرف اللہ کے دین اور امت توحید پر حملہ آور تھا بلکہ نبی رحمت ﷺ فداہ ابی وامی کی ناموس کے بھی درپے تھا (معاذ اللہ)

بگرام اور ابو غریب جیسے کئی عقوبت خانوں سے عافیہ صدیقی اور فاطمہ جیسی بہنوں بیٹیوں کی چیخیں عرش الٰہی سے ٹکرا رہی تھیں اور دہائی دے رہی تھیں ''اے ہمارے رب اگر اب اس امتِ میں کوئی محمد بن قاسم نہیں ہے تو پھر ہمیں موت دے دے۔

صرف عراق، افغانستان، فلسطین، کشمیر چیچنیا اور دوسرے مقبوضہ ممالک کی سرزمین ہی خون مسلم سے رنگین نہ تھی بلکہ ''آزاد اور خودمختار اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں بھی مساجد، مدارس اور آبادیوں پر دشمن کے میزائل معصوموں کے چیتھڑے اڑا رہے تھے اور ہم خود بھی اس ''کارخیر'' میں شریک ہو کر جامعہ حفصہ کی بیٹیوں کو ''فاسفورس'' کی مہندی لگا کر ''رخصت'' کر رہے تھے۔

قبلہ اول مسجد اقصیٰ آٹھ دہائیوں سے یہود کے ناپاک پنجوں میں مقبوض تھا اور خلافت کے سقوط کو ایک صدی مکمل ہونے کو تھی۔

امت کے کچھ بیٹے بے سروسامانی کی حالت میں صرف نصرت خداوندی کے سہارے اور جذبہ شوق شہادت کے بل بوتے پر سات سال سے افغانستان اور پانچ سال سے عراق میں دشمن کو ناکوں چنے چبوا رہے تھے اور طاغوت اپنے تمام تر وسائل گولہ بارود، ٹیکنالوجی اور اپنی نام نہاد تہذیب سمیت ذلیل و رسوا ہو کر زخمی سانپ کی طرح خود کو زمین پر پٹخ رہا تھا۔

کیا اس وقت ہم یہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب

تیرے پیارے نبی ﷺ کی ذات پر رکیک حملوں کے جواب میں ہم شدید احتجاج کرنے کے بعد ٹیکنالوجی اور وسائل کے ذریعے اُمت کی سربلندی کے سہانے خواب دیکھنے کے لیے آرام دہ بستروں پر سو جایا کرتے تھے۔

عنوانات

افغانستان میں امریکی فتح کا خواب بکھر چکا ہے
ثروت جمال اصمعی 2

افغانستان میں حریت پسندوں کی کامیابیاں
ڈاکٹر نور حسین افضل 4

سزا
جاوید چوہدری 6

امریکہ کی بیمار فوج
شہزادا اقبال 8

کُتی چوراں نال رل گئی اے
رب نواز فاروقی 10

صلیبی جنگ اور آئمۃ الکفر
ترتیب وتبصرہ: احمد مصطفیٰ 11

جولائی 2008ء خراساں کے گرم محاذوں سے
تحقیق وترتیب: عمر فاروق 13

تیرے دین کے دشمن جب بھی آقائے نامدار ﷺ کی امت پر حملہ آور ہوتے تھے تو ہم ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگاتے تھے تاکہ دشمن اس سے خوفزدہ ہوکر ہمارے قریب نہ آئے۔

اور ہمارے رب! ہم ہرگز بہرے نہ تھے کہ عافیہ اور فاطمہ کی چیخیں نہ سن پاتے، ہم یقیناً سنتے تھے اور بہت آنسو بہاتے تھے۔ لیکن ہمارے پاس کوئی محمد بن قاسم نہ تھا۔ کیونکہ ہمارے ''مخدوم'' تو وہ لوگ تھے جنہیں ہم اپنے ووٹوں سے کبھی وزیرداخلہ اور کبھی پارلیمانی لیڈر بناتے تھے۔

اور ہماری سرزمین پر جو دشمن کے میزائل معصوموں کا خون کرتے تھے اس کا تو ہمارے پاس کوئی توڑ بھی نہیں تھا۔ کیا کرتے، بی۔ باون تو ریڈار پر بھی نہیں آتا رہے جامعہ حفصہ والے، تو وہ تو بہت انتہا پسند تھے۔ بلکہ شاید دہشت گرد بھی تھے۔

قبلہ اول کو چھڑانے کے لیے ہم نے "oh I see" بنائی تھی اور خلافت کی جگہ ''اسلامی جمہوریت'' نافذ کردی تھی۔

صادق و مصدوق پیغمبر ﷺ کے فرمان عالیشان کے مفہوم کے مطابق ''آسان حساب'' تو اس دن یہی ہوگا کہ کوئی سوال جواب نہ ہو بس بغیر حساب کتاب کے ہی جنت کا پروانہ مل جائے۔ لیکن اگر یہ آسان حساب، نصیب نہ ہوا تو پھر یقیناً سوال جواب کا سلسلہ بھی دراز ہوگا اور یہ بھی پوچھا جائے گا کہ تم نے اس چڑیا کے قصے سے بھی کچھ سبق نہ سیکھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے دہکائی گئی آتش نمرود کو اپنی چونچ میں پانی کے قطرے سے بجھانے نکلی تھی۔ اور کیا تم اس بڑھیا سے بھی زیادہ تہی دست تھے جو ''سوت'' کا اثاثہ لے کر بازار مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے آئی تھی۔

''نوائے افغان جہاد'' نہ تو کوئی تحریک ہے اور نہ ہی کوئی بلند و بانگ نعرہ۔ یہ تو صرف ہم تہی دامنوں کا وہ مال ہے جو ہم خریداران یوسف کی صف میں شامل ہونے کے لیے پیش کر رہے ہیں۔ ''یوم حساب'' کو آسان حساب کے امیدوار بننے کے لیے پانی کی ایک بوند ہے جو ہم آتش نمرود پر پھینکنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ آپ سے صرف اتنی گزارش ہے کہ آپ بھی اپنے دامن کا جائزہ لیجئے کہ آپ نے ''یوم الدین'' کے لیے کیا سامان تیار کر رکھا ہے؟

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری کم کوشی کے باوجود ہمیں دین مبین کے تحفظ اور سربلندی کے لیے قبول فرمائے۔ آمین

افغانستان میں امریکی فتح کا خواب بکھر چکا ہے

ثروت جمال اصمعی

''ہم اس وقت عراق کی نسبت افغانستان میں شکست سے زیادہ قریب ہیں''

("We are closer to defeat in Afghanistan than Iraq at the moment")

یہ بات امریکی سی آئی اے میں کئی سال تک بن لادن یونٹ کی سربراہی کرنے والے مائیکل شیور نے حال ہی میں واشنگٹن کے مڈل ایسٹ انسٹی ٹیوٹ کے تحت ہونے والی ایک کانفرنس سے اپنے خطاب میں کہی ہے۔ اس موقع پر انہوں نے مزید کہا:

''امریکا اور اس کے اتحادی افغانستان کھو چکے ہیں...... ہم افغانستان کی سرزمین پر نیٹو کو، جس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہے، موت کے منہ میں جاتا دیکھ رہے ہیں۔ اس صورت میں ہم کیا کرسکتے ہیں۔ وہاں دو کروڑ پشتون ہیں۔ کیا ہم ان پر حملہ کرسکتے ہیں؟ ہمارے پاس تو اتنی فوج بھی نہیں کہ ہم اس ملک کو چلانے کے لیے ایک کانسٹیبلری ہی بنا سکیں۔ دراصل اس مصیبت کی بنیاد ابتداء ہی میں رکھ دی گئی تھی۔ ان احمقوں نے جو ہمارا ملک چلا رہے ہیں سوچا تھا کہ سی آئی اے اور اسپیشل فورسز کے چند سو افسر، ٹیکساس جتنے بڑے اس ملک کو فتح کرسکتے اور اس پر اپنا قبضہ قائم رکھ سکتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقتاً احمق ہیں۔ اور اب ہم اس حماقت کی قیمت ادا کر رہے ہیں۔'' مائیکل شیور کے اصل الفاظ یہ ہیں:

("Afghanistan is lost for the United States and its allies. To use Kipling's term, 'We are watching NATO bleed to death on the Afghan plains. ' But what are we going to do. There are 20 million pashtuns; are we going to invade? We don't have enough troops to even formlla constabulary that would control the country. The disaster occurred at the begining. The fools that run our country thought that a few hundreds CIA' officers and a few hundred special forces

Staofficers could take a country the size of Texas and hold it, were quite literally fools. And now we are Paying the price.")

بین الاقوامی شہرت یافتہ تجزیہ کار مائک وٹنی کے بقول مائیکل شیور نے افغانستان میں امریکا کی کامیابی کے حوالے سے جس مایوسی کا اظہار کیا ہے، فوجی اور سیاسی ماہرین میں بڑے پیمانے پر یہی رائے پائی جاتی ہے۔ اپنے ایک تازہ تجزیے میں، جو کاؤنٹر پنچ سمیت درجنوں ویب سائٹوں پر موجود ہے، افغانستان میں امریکی فتح کے امکان کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں: ''صورت حال مایوس کن ہے اور سرنگ کے اندر کوئی روشنی نہیں۔'' ان کے بقول آج امریکیوں کی اکثریت سمجھتی ہے کہ امریکا افغانستان میں برتری حاصل نہیں کر سکتا۔ امریکی فوج کشی اور وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں، جس میں سال رواں میں ہولناک اضافہ ہوا ہے، افغانستان اور افغان عوام کی تباہی و بربادی کی تفصیلات بتاتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ اس کے باوجود بیرونی جارحیت کے خلاف افغانوں کی مزاحمت آج پہلے سے زیادہ مستحکم ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''طالبان نے نئی صف بندی کر لی ہے اور جنوب کے تزویراتی اعتبار سے اہم علاقوں پر قبضہ کر کے پاکستان سے امریکا کی سپلائی لائن میں خلل ڈال دیا ہے۔ خوست بالکل اسی طرح افغان مزاحمت کاروں کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے جیسے 1980ء کی دہائی میں ہوا تھا جب سوویت فوج نے شکست کھائی تھی۔ طالبان تیزی سے کابل کی طرف بڑھ رہے ہیں اور دارالحکومت پر قبضے کی جنگ کو ٹالنا اب محال دکھائی دیتا ہے۔''

افغانستان میں طالبان کی تحریک مزاحمت اور امریکا اور اس کے اتحادیوں کی قابض افواج کی تازہ ترین صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے مائک وٹنی مزید بتاتے ہیں: ''یہ مسلسل دوسرا مہینہ ہے جب افغانستان میں عراق سے زیادہ بیرونی فوجی ہلاک ہوئے ہیں۔ جنگ کی شدت بڑھتی جا رہی ہے مگر سیکیورٹی کا حال ابتر ہوتا جا رہا ہے۔ طالبان کی تعداد بڑھ رہی ہے جبکہ سوا تین کروڑ آبادی والے اس ملک کے لیے امریکا اور اس کی اتحادی افواج کی کل تعداد اب بھی ساٹھ ہزار سے کم ہے۔ اس بناء پر ان کے لیے علاقوں پر قبضہ کرنا اور اسے برقرار رکھنا ناممکن ہے۔ ''ہٹ اینڈ رن (مارو اور بھاگ جاؤ)'' کاروائیوں سے نمٹنے کے لیے فوج بہت محدود ہے۔ زمین طالبان کے لیے ہموار ہے۔''

کرسچین سائنس مانیٹر کی تین جولائی کی ایک رپورٹ کے مطابق اس سال جون میں افغانستان میں امریکی فوجیوں کی ہلاکت کا گراف چھ سال سے زائد کے پورے عرصہ جنگ میں سب سے زیادہ رہا ہے۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ امریکا مزید فوج افغانستان بھیجے۔ وزیر خارجہ رائس سمیت متعدد امریکی حکام اس ضرورت کا اظہار کر چکے ہیں مگر عراق سے فوجوں کی واپسی کے بغیر ایسا کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف ایڈمرل Mike Mullen نے اس ہفتے اپنی بریفنگ میں کھلے لفظوں میں کہہ دیا ہے کہ عراق میں فوج کی تعداد کم کیے بغیر افغانستان مزید فوج نہیں بھیجی جا سکتی۔

("I don't have troops I can reach for to send into Afghanistan until I have a reduced requirement in Iraq.")

افغان تحریک مزاحمت کمزور ہونے کے بجائے طاقتور کیوں ہوتی جا رہی ہے؟ اس سوال کا جواب کینیڈا کے شہر ٹورانٹو سے شائع ہونے والے جریدے ''گلوب اینڈ میل'' کے افغان رائے عامہ کے ایک حالیہ جائزے سے ملتا ہے اس جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ افغان بھی جنہیں ملا عمر اور طالبان تحریک سے کوئی خاص لگاؤ نہیں، قابض افواج کے مظالم کے رد عمل میں تحریک مزاحمت میں عملی طور پر شریک ہو گئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے گھر تباہ ہو چکے ہیں اور جن کے قریبی عزیز غاصب قوتوں کے ظلم وستم کا نشانہ بن چکے ہیں لہٰذا ان کے دل امریکا اور اس کے اتحادیوں کے خلاف نفرت وانتقام سے بھرے ہوئے ہیں۔

پاکستان کے حکمرانوں کو اس صورت حال سے سبق سیکھنا چاہیے۔ غاصب بیرونی قوتوں اور افواج کے خلاف افغان عوام کی تحریک مزاحمت سو فیصد اخلاقی اور قانونی جواز رکھتی ہے جبکہ امریکا اور اس کے اتحادیوں کی افغانستان پر فوج کشی کا ذرہ برابر کوئی قانونی اور اخلاقی جواز نہیں ہے۔ اگر امریکی حملہ آوروں کے خلاف ویت نامی عوام کی تحریک مزاحمت دہشت گردی نہیں بلکہ سراسر جائز جدوجہد تھی، اگر 1980ء کے عشرے میں روسی قبضے کے خلاف افغانوں کا جہاد دہشت گردی نہیں بلکہ غاصبوں کے خلاف حریت پسندوں کی جنگ تھا، تو افغانستان پر امریکا اور اس کے اتحادیوں کی فوج کشی کے خلاف افغان عوام کی جدوجہد ناجائز کیسے ہو سکتی ہے۔ اسے عدل وانصاف کے کس اصول اور بین الاقوامی قانون کی کس شق کی رو سے دہشت گردی قرار دیا جا سکتا ہے۔ پاکستانی حکمرانوں کے لیے اور کچھ ممکن نہیں تو کم از کم ملک کے قبائلی علاقوں اور افغان عوام کی تحریک مزاحمت سے ہمدردی رکھنے والے پاکستانیوں کے گلے کاٹنے سے تو انہیں باز رہنا ہی چاہیے۔ اگر امریکا اور اس کے چالیس اتحادی ملکوں کی افواج افغانستان کے دلوں میں نفرت کی جو آگ انہوں نے بھڑکائی ہے، اس میں وہ خود بھسم ہوتی جا رہی ہیں تو پاکستان کو اپنے قبائلی عوام کے دلوں میں خود اپنی افواج اور مملکت کے خلاف تو نفرت کی یہ آگ بھڑکانے سے بہرصورت گریز کرنا چاہیے کیونکہ خدانخواستہ یہ آگ بھڑک اٹھی تو پورے ملک کو راکھ کرڈھیر بنا سکتی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

افغانستان میں حریت پسندوں کی کامیابیاں

ڈاکٹر نور حسین افضل

یہ ہفتہ 14 جون 2008ء کا دن تھا، معمول کے مطابق سڑکوں پر ٹریفک رواں دواں تھا، قرب و جوار میں گشت کرتے ہوئے کینیڈین فوجی نظر آ رہے تھے، عمارت کے چاروں طرف سیکورٹی فورسز کی چوکیاں بنی ہوئی تھیں اور ان میں موجود اہلکاروں کی نظریں سڑک پر گزرنے والی گاڑیوں اور افراد پر لگی ہوئی تھیں، اسی اثناء میں اچانک ایک مشکوک ٹینکر عمارت کے مین گیٹ کے سامنے آ کر رک گیا، جس میں 18 سو کلوگرام بارود تھا، ٹینکر کو راکٹوں سے اڑا دیا گیا، دھماکے اتنے شدید تھے کہ عینی شاہدین کے مطابق ان کی آوازیں 3 کلومیٹر تک سنائی دیں۔ دھماکوں سے عمارت کا مین گیٹ تباہ ہو گیا اور بعض دیواروں کو بھی نقصان پہنچا جبکہ موقع پر موجود سیکورٹی فورسز کے 25 اہلکار ہلاک ہوئے۔ حالات کی نزاکت کا اندازہ لگاتے ہوئے اس عمارت کی حفاظت پر مامور کینیڈین فوجی اپنی جانیں بچاتے ہوئے دائیں بائیں نکل گئے، تقریباً 100 افراد اس عمارت کے اطراف میں مورچہ زن تھے جو اپنے ساتھیوں کے منتظر تھے کہ وہ آئیں اور پھر مل کر اس عمارت پر دھاوا بول دیں۔ آن کی آن میں 30 موٹر سائیکلوں اور گاڑیوں پر سوار بڑی تعداد میں لوگ وہاں پہنچے اور انہوں نے مل کر اس عمارت پر حملہ کر دیا اور دیکھتے دیکھتے تجربہ کار ماہرین کی طرح مختصر وقت میں 15 سو قیدیوں کو اس جیل سے رہائی دلوائی، ان میں 9 عام شہری اور 600 طالبان تھے جن میں طالبان کے 60 اہم کمانڈر بھی شامل تھے جنہیں سزائے موت سنائی جا چکی تھی۔

یہ قندھار جیل کا منظر تھا اور تحریکِ اسلامی طالبان افغانستان کے ترجمان ذبیح اللہ نے اس کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے نامعلوم مقام سے میڈیا کو بتایا کہ تمام مفرور قیدیوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ آیئے اب ایک اور واقعے پر نظر ڈالتے ہیں۔

یہ اتوار 27 اپریل 2008ء کا دن تھا، کابل اسٹیڈیم میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد جمع تھی، سیکورٹی ہائی الرٹ تھی، اک جشن کا سماں تھا۔ افغان فوجی، پولیس اور ناٹو و اتحادی سبھی موجود تھے۔ یہ تقریب افغانستان میں جشنِ جمہوریت کے عنوان سے ہر سال سرکاری سطح پر سوویت یونین کے قبضے کے خاتمے کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔ تقریب میں افغان صدر حامد کرزئی، غیر ملکی سفیر، ناٹو کمانڈرز، سیکورٹی فورسز کے سربراہان، حکومتی وزراء، مشیر اور اراکین پارلیمنٹ شریک تھے۔ جوں ہی افغانستان کا قومی ترانہ شروع ہوا اچانک سٹیڈیم میں بھگدڑ مچ گئی۔ شہری، میوزک بینڈ، افغان فوج و پولیس اپنی جانیں بچاتے ہوئے بھاگنے لگے۔ معزز مہمانوں اور غیر ملکی سفیروں نے زمین پر لیٹ کر اور بعض نے کرسیوں کے پیچھے چھپ کر اپنی جانیں بچائیں، کیونکہ گولیاں سیدھی اسٹیج کی طرف آ رہی تھیں۔ سیکورٹی فورسز نے حامد کرزئی کو اپنے حصار میں لے کر محفوظ مقام کی طرف منتقل کر دیا۔ اس حملے میں رکن پارلیمنٹ فضل الرحمٰن سمکنائی، قبائلی سردار سمیت 3 افراد ہلاک ہوئے۔ 2 وزراء، اراکین پارلیمنٹ اور ایک درجن کے قریب افراد زخمی ہوئے۔ اس حملے میں حامد کرزئی بال بال بچے۔ یہ تقریب اس حملے کے باعث بری طرح ناکام ہوئی۔ اس حملے کی ذمہ داری بھی طالبان ترجمان ذبیح اللہ نے اے ایف پی کو انٹرویو دیتے ہوئے قبول کی۔

ناٹو اتحادی افواج کے ترجمان جنرل کارلوس برانکو نے اعتراف کیا ہے کہ قندھار جیل میں طالبان کا حملہ فوجی حکمت عملی کے اعتبار سے انتہائی کامیاب کارروائی تھی۔ قندھار جیل کے ڈائریکٹر عبدالقادر نے اپنے اعترافی بیان میں کہا کہ اس حملے میں 15 سو قیدی فرار ہونے میں کامیاب ہوئے جن میں 4 سو طالبان اور 60 ان کے اہم کمانڈر شامل تھے۔

راقم نے پاکستانی علمائے کرام اور تاجروں کے وفد کے ہمراہ افغانستان کا سرکاری دورہ کیا تھا۔ اس دورے کے دوران ہمیں قندھار جیل بھی لے جایا گیا، وہاں موجود قیدیوں اور جیل کے ذمہ داروں سے بھی گفتگو ہوئی تھی۔ واپسی پر اس سفر کی روداد کو سفر نامہ ''پہاڑوں کی سرزمین'' کے نام سے تحریر کیا۔ جیل کے در و دیوار مضبوط و مستحکم ہیں اور حفاظتی نکتہ نظر سے یہ جیل اچھے محل وقوع پر واقع ہے۔

افغانستان سے ملنے والی تازہ ترین اطلاعات کے مطابق قندھار جیل پر حملے کے بعد طالبان کا مورال کافی بلند ہو گیا ہے، اس کامیاب کارروائی پر وہ بڑی خوشی محسوس کر رہے ہیں اور انہوں نے پورے افغانستان میں ایسی کارروائیوں پر غور شروع کر دیا ہے۔ اس کارروائی سے ان کی مضبوط پوزیشن واضح ہو کر سامنے آ گئی ہے۔

قندھار جنوبی افغانستان میں واقع ایک اہم ترین شہر ہے۔ طالبان کے سپریم کمانڈر ملا محمد عمر مجاہد کی ذاتی رہائش گاہ اسی شہر میں ہے اور یہ طالبان کا گڑھ شمار کیا جاتا ہے۔ اسی بنا پر حامد کرزئی نے قندھار کی سیکورٹی امریکی و کینیڈین فوج کے سپرد کی، لیکن اس کوشش کے باوجود بھی امریکی، کینیڈین و افغان فوجی مل کر بھی جیل کو ٹوٹنے سے نہ بچا سکے۔ عسکری ماہرین قندھار جیل پر طالبان کے کامیاب حملے کو بڑی کارروائی قرار دے رہے ہیں۔

ناٹو افواج کے ترجمان جنرل کارلوس برانکو نے واقعہ کو طالبان کی ٹیکٹیکل فتح قرار دیا۔ افغانستان میں کینیڈین فوج کے کمانڈر جنرل رک ہلر نے کہا کہ اس حملے کو کامیاب کارروائی قرار دے کر اپنی فوج کے حوصلے پست نہیں کرنا چاہتا۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ حملے کے وقت جیل کی حفاظت کی ذمہ داری کینیڈین فوج کی تھی۔ انہوں نے اپنے فوجیوں کو ہدایت جاری کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس حملے سے پریشان نہ ہوں اور اپنے مشن کی انجام دہی میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر خدمات سرانجام دیں۔

افغانستان میں موجود عالمی اور مقامی مبصرین کا کہنا ہے کہ قندھار جیل پر کیا جانے والا حملہ طالبان کی بہترین اسٹریٹجی کو ظاہر کر رہا ہے، ان کی طاقت و افرادی قوت بڑھ رہی ہے، ان کی کارروائی سے محسوس ہو رہا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب طالبان کابل پر بھی قابض ہو جائیں گے۔

طالبان کو ان حملوں سے تین بڑے فائدے ہوئے:

اوّل: قندھار جیل پر حملے سے ان کے اہم ترین ساتھیوں اور کمانڈروں کو رہائی ملی جس سے ان کی طاقت میں اضافہ ہوا اور ان کے حوصلے مزید بلند ہوئے، اب طالبان پوری قوت سے حملے کی پوزیشن میں آ گئے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر ان کی حکمت عملی کو کامیابی سے تعبیر کیا گیا، حامد کرزئی پر بین الاقوامی سطح پر شدید تنقید کی گئی، مقامی اور بین الاقوامی سطح پر ان کے کارٹون شائع ہوئے۔ امریکی، کینیڈین اور افغان فوجیوں کی ناکامی پر مختلف جرائد میں اداریے تحریر ہوئے۔ یقیناً اس صورت حال کا سارا کریڈٹ طالبان کو گیا۔

دوم: طالبان کی کامیاب کارروائیوں سے دنیا بھر کو ان کی طاقت و قوت کا اندازہ ہوا۔ یہ سارے حل طلب ہیں کہ طالبان حملہ آور کس طرح امریکی، کینیڈین اور افغان فوجیوں کا محاصرہ توڑ کر وہاں پہنچے؟ وہاں 18 سو کلو گرام بارود کس طرح پہنچایا؟ جیل کے قریب 100 مورچہ زن طالبان ان کی نظروں سے کس طرح اوجھل رہے؟ موقع پر موجود سارے محافظ سپاہی کس طرح ہلاک ہوئے؟ کینیڈین فوج اس موقع پر کیوں فرار ہوئی؟ اور طالبان نے کس طرح، بڑی مہارت سے مفرور قیدیوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کیا؟ یہ سارے سوالات حل طلب ہیں اور دیکھتے ہیں کہ افغانستان کی حکومت ان کا کیا جواب دیتی ہے۔ دنیا بھر کے عسکری ماہرین اور مبصرین نے امریکا کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ امریکا، برطانیہ اور ناٹو اتحادی افواج کی دوراندیشی، حکمت وبصیرت اسی میں ہے کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے اپنی افواج کو افغانستان سے نکالیں، ورنہ صاف نظر آ رہا ہے کہ وہاں ان کی افواج کی ہلاکتوں میں مزید اضافہ ہوتا چلا جائے گا، اور جس طرح روس کو بدترین شکست ہوئی، امریکا کو بھی اس شکست سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

سوم: طالبان کا تیسرا بڑا فائدہ ان کی کامیاب اسٹریٹجی اور مضبوط انٹیلی جنس کی صورت میں سامنے آیا۔ اس جیل پر حملہ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ طالبان کی ہائی کمان کو اپنے انٹیلی جنس ذرائع سے یہ اطلاع مل گئی تھی کہ 60 بڑے کمانڈرز یہاں لائے گئے ہیں۔ اس طرح اطلاع کے بعد جیل پر حملے کا فیصلہ کیا گیا۔

امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کے مطابق ناٹو افواج کے سربراہ ڈین کے میئیل نے پینٹاگون میں پریس کانفرنس کے دوران اعتراف کیا کہ مشرقی افغانستان میں ناٹو افواج پر حملوں میں 50 فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔

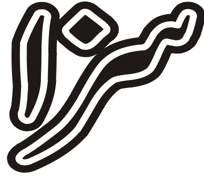
ایساف انٹیلی جنس کے مطابق طالبان کے پاس اس وقت 25 ہزار کمانڈوز ہیں اور ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، ان کا شمار دنیا کے ماہر ترین فوجی کمانڈوز میں ہوتا ہے اور جنگی میدان میں تجربے کے اعتبار سے انہیں دنیا بھر کی سب سے تجربہ کار فوج کہا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ مسلسل حالتِ جنگ میں رہے ہیں۔

قندھار جیل پر طالبان کی کامیاب کارروائی حامد کرزئی کے لیے بڑا دھچکا تھی، 15 جون کو صدارتی محل میں پریس کانفرنس کے دوران حامد کرزئی نے پاکستان کو واضح الفاظ میں دھمکی دی کہ ہم اپنی فوج پاکستان میں داخل کر کے بیت اللہ محسود، مولانا فضل اللہ اور مولوی عمر کو قتل کر دیں گے۔ اگر افغانستان میں اسی طرح لوگوں کو قتل کیا جاتا رہا تو ہمیں بھی پورا حق حاصل ہے کہ ہم ان دہشت گردوں کو ان کے گھر میں گھس کر قتل کریں۔ انہوں نے کھل کر پاکستان پر بھی تنقید کی۔

آیئے حامد کرزئی کی اس دھمکی کا جائزہ لیتے ہیں جو انہوں نے پاکستان کو دی۔ 27 اپریل کو یوم جمہوریہ کے موقع پر طالبان حملوں میں جان بچا کر بھاگنے والے امریکی حمایت یافتہ افغان صدر کی زبان میں اتنی ہمت کہاں سے آ گئی کہ انہوں نے پاکستان کو تنقید کا نشانہ بنایا اور پاکستانی عسکریت پسندوں کو پاکستان میں آ کر قتل کرنے کی دھمکی دی۔ حامد کرزئی کی لڑکھڑاتی زبان میں یہ تازگی آنے والے صدارتی انتخابات میں اپنے آپ کو صدر نامزد کرنے کی پلاننگ کا حصہ ہے اور دراصل یہ بیان انہیں تھمایا جانے والا وہ امریکی اسکرپٹ تھا جس پر انہیں صرف پڑھنے پر مامور کیا گیا تھا اور بس۔

(بشکریہ جسارت)

☆☆☆☆☆



سزا

جاوید چوہدری

میری جان پر پچھلے دو ماہ سے ایک قرض چلا آ رہا ہے، یہ قرض عافیہ صدیقی ہے اور عافیہ صدیقی اور اس پر ڈھائے جانے والے مظالم میری آدھی نیند کھا چکے ہیں۔ میں روز جب رات کو سونے لگتا ہوں تو عافیہ صدیقی اور اس کے تین بچے میرے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور ان کے آنسو سیدھے میرے ماتھے پر گرتے ہیں اور میری نیند ساتھ بہا لے جاتے ہیں۔ عافیہ صدیقی کراچی سے بگرام لے جائی گئی، بگرام میں اس پر جتنے مظالم ڈھائے گئے اس کا پہلی بار انکشاف ابو یحییٰ اللیبی نے کیا تھا۔ ابو یحییٰ اللیبی کا تعلق القاعدہ سے تھا، وہ تنظیم کے اہم رہنماؤں میں شمار ہوتا تھا اور وہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ 2003ء میں گرفتار ہو گیا تھا، ابو یحییٰ کو بگرام کے امریکی بیس میں قید رکھا گیا تھا، وہ جولائی 2006ء میں اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے فرار ہوا اور اس نے 2007ء میں الجزیرہ ٹیلی ویژن کو ایک انٹرویو دیا، اس انٹرویو میں اس نے انکشاف کیا ”افغانستان اور بعض عرب ممالک میں بے شمار خفیہ جیلیں ہیں اور ان جیلوں میں سینکڑوں بے گناہ لوگ قید ہیں“ ابو یحییٰ کا کہنا تھا ”بگرام کی جس جیل میں وہ لوگ قید تھے وہاں ایک پاکستانی خاتون بھی تھی، یہ خاتون دو سال پہلے بگرام لائی گئی وہ شدید تشدد کے باعث اپنا ذہنی توازن کھو چکی ہے“ ابو یحییٰ کا کہنا تھا، وہ ایک درمیانی عمر کی خاتون ہے جس کے ساتھ وہی سلوک ہو رہا ہے جو مرد قیدیوں کے ساتھ ہوتا ہے اور اس خاتون کی یادداشت ختم ہو چکی ہے“ میں نے جب الجزیرہ پر ابو یحییٰ کا انٹرویو سنا تھا تو میرا ذہن فوراً عافیہ صدیقی کی طرف چلا گیا تھا اور میں نے سوچا تھا وہ پاکستانی خاتون یقیناً عافیہ صدیقی ہو گی۔

یہ عافیہ صدیقی کون ہے؟ عافیہ صدیقی ایک پاکستانی امریکی خاتون تھی، وہ 2 مارچ 1972ء کو کراچی میں پیدا ہوئی، اس کے والد محمد صدیقی پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر تھے، یہ خاندان 70 کی دہائی میں امریکا منتقل ہو گیا، عافیہ صدیقی پر مذہب کا غلبہ تھا، وہ سکول اور یونیورسٹی میں سکارف لیتی تھی، عافیہ نے دنیا کے بہترین تعلیمی ادارے ”ایم آئی ٹی“ سے گریجوایشن کی تھی، ایم آئی ٹی میں وہ مسلمان طالب علموں کی ایک ایسوسی ایشن میں شامل ہو گئی تھی، گریجوایشن کے بعد اس کے والدین نے اس کی شادی ڈاکٹر امجد خان کے ساتھ کر دی اور وہ دونوں اطمینان سے زندگی گزارنے لگے، اللہ تعالیٰ نے اس دوران اسے دو بچوں سے نوازا، 2001ء میں نائین الیون کا واقعہ پیش آیا جس کے بعد دنیا کی تمام سیکریٹ ایجنسیاں دہشت گردوں کے خفیہ نیٹ ورک کے پیچھے لگ گئیں، 2002ء کے وسط میں امریکہ کے اٹارنی جنرل جان ایش کرافٹ اور ایف بی آئی کے ڈائریکٹر رابرٹ میولر نے پریس کانفرنس کی اور اس کانفرنس میں انکشاف کیا کہ ایف بی آئی القاعدہ کے ساتھ کارکنوں کو تلاش کر رہی ہے، ان کارکنوں میں ایک درمیانی عمر کی خاتون بھی ہے، ان سات لوگوں نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کے لیے دہشت گردوں کو رقم فراہم کی تھی، اس اعلان کے کچھ عرصہ بعد ایف بی آئی نے عافیہ صدیقی کی تصویر ریلیز کر دی۔ ایف بی آئی کا کہنا تھا امریکی حکومت نے 1999ء میں القاعدہ کے تمام اکاؤنٹس منجمد کر دیے تھے جس کے بعد یہ لوگ بینکوں کے ذریعے رقم ٹرانسفر نہیں کر سکتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے اس کا حل ہیروں کی شکل میں نکالا، یہ لوگ مغربی افریقہ کے ملک لائبیریا سے ہیرے خریدتے تھے، یہ ہیرے امریکہ سمگل کرتے تھے، انہیں انڈر ورلڈ میں فروخت کرتے تھے اور ان سے حاصل ہونے والی رقم دہشت گردی میں استعمال کرتے تھے۔ ایف بی آئی کا کہنا تھا عافیہ صدیقی ہیروں کی اس سمگلنگ کی مرکزی کردار تھی، وہ سال میں کئی کئی بار لائبیریا جاتی تھی، وہاں سے ہیرے خریدتی تھی اور امریکہ لا کر فروخت کر دیتی تھی۔ ایف بی آئی کا کہنا تھا عافیہ صدیقی جولائی 2001ء میں بھی لائبیریا گئی اور وہاں سے 15 ملین ڈالر کے ہیرے خرید کر لائی تھی بعد ازاں ان لوگوں نے اس رقم میں سے پانچ لاکھ ڈالر خرچ کیے اور اس کے نتیجے میں امریکہ میں نائین الیون کا واقعہ وقوع پذیر ہوا۔ بعض امریکی صحافیوں کا کہنا تھا عافیہ صدیقی کی نشاندہی شیخ خالد محمد نے کی تھی، شیخ خالد القاعدہ کا مرکزی رہنما تھا اور نائین الیون کا سارا آپریشن اس نے ڈیزائن کیا تھا، وہ یکم مارچ 2003ء کو کراچی سے گرفتار ہوا تھا اور اس نے دوران تفتیش عافیہ صدیقی کا نام لیا تھا، اس وقت عافیہ کراچی میں مقیم تھی اور شدید گھریلو مسائل کا شکار تھی، اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی تھی جس کے صدمے کی وجہ سے اس کے والد دنیا سے رخصت ہو گئے، عافیہ کو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنوں بیٹے کی نعمت سے نوازا لیکن اس کے باوجود وہ شدید ڈپریشن اور پریشانی کا شکار تھی، اسی پریشانی میں اس نے اپریل 2003ء میں اپنے تینوں بچے لیے اور ٹرین کے ذریعے کراچی سے اسلام آباد روانہ ہو گئی، اس وقت اس کے بچوں کی عمریں سات سال، پانچ سال اور چھ ماہ تھی، عافیہ صدیقی راستے میں

کسی جگہ بچوں سمیت غائب ہوگئی، عافیہ صدیقی کی گمشدگی کے چند روز بعد ایک موٹر سائیکل سوار اس کی والدہ کے پاس آیا اور اس نے بتایا عافیہ گرفتار ہو چکی ہے اور اگر وہ اپنی بیٹی کی سلامتی چاہتی ہے تو وہ خاموش اختیار کر لے۔ انہی دنوں پاکستان کی وزارت داخلہ کے ترجمان اور دو امریکی اہلکاروں نے صحافیوں کے سامنے اعتراف کیا کہ عافیہ صدیقی اور اس کے بچے ان کی حراست میں ہیں اور وہ ان سے تفتیش کر رہے ہیں ابھی اس اعتراف کو چند ہی روز گزرے تھے کہ وزارت داخلہ اور امریکی اہلکاروں نے اپنے بیان کی تردید کر دی، یوں عافیہ صدیقی اور اس کے بچے قصہ ماضی بن گئے۔ عافیہ صدیقی 3اگست 2008 تک گوشہ گمنامی میں رہی، 4 اگست کو نومسلم صحافی ایوان ریڈلی (موجودہ نام ''مریم'') نے اسلام آباد میں انکشاف کیا کہ عافیہ صدیقی بگرام جیل میں قید ہے اور اس پر انسانیت سوز تشدد کیا جا رہا ہے، اسی دوران عافیہ کے سابق خاوند نے دعویٰ کیا ایف بی آئی 2001ء کے جن دنوں میں عافیہ کو لائبیریا میں ثابت کرتی رہی ہے عافیہ ان دنوں امریکہ میں تھی اور ان کے پاس تمام ثبوت موجود ہیں۔ اس کا کہنا تھا ''ممکن ہے القاعدہ نے عافیہ کی جعلی دستاویزات بنا لی ہوں اور ان دستاویزات پر عافیہ کی جگہ کوئی دوسری خاتون سفر کرتی رہی ہو''۔

عافیہ مجرم ہے یا نہیں، یہ راز رہے گا جب تک عافیہ اور اس کے بچے دنیا کے سامنے نہیں آتے اور انہیں کھل کر بات کرنے کی اجازت نہیں ملتی لیکن اس اجازت سے قبل انسانی ضمیر دنیا کے 6 ارب لوگوں سے چند سوال پوچھنا چاہتا ہے۔ دنیا کا ہر قانون ملزم کو صفائی کا پورا پورا حق دیتا ہے لیکن عافیہ کے معاملے میں دنیا کا قانون پانچ سال کیوں خاموش رہا؟ نمبر دو اگر عافیہ مجرم ہے تو اس کے تینوں معصوم بچوں کا کیا قصور تھا؟ نمبر تین، عافیہ صدیقی پانچ سال بگرام کی جیل میں قید رہی کیا پاکستانی ہونے کی حیثیت سے اسے رہا کرانا اور اسے دنیا کی عدالت میں پیش کرنا ہماری ذمہ داری نہیں تھی؟ پاکستان میں بے شمار علمائے کرام ہیں ہم دنیا کی بہترین فوج کے مالک ہیں، اس ملک میں چار پانچ کروڑ پڑھے لکھے لوگ ہیں، اس ملک کے 80 فیصد لوگ روز مسجدوں میں جاتے ہیں، ہم سب لوگ صبح شام قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، ہم سب کے سینوں میں دل ہے اور یہ دل ایک منٹ میں ستر اسی بار دھڑکتا ہے، ہماری نسوں میں خون بھی ہے اور یہ خود بھی ہماری رگوں میں سرکتا ہے، ہم سب خود کو زندہ اور باضمیر انسان بھی کہتے ہیں لیکن جب عافیہ جیسے لوگوں کا معاملہ آتا ہے تو ہماری زبانیں گنگ کیوں ہو جاتی ہیں؟ ہمارا ضمیر کروٹ بدل کر کیوں سو جاتا ہے اور ہماری نمازیں، ہمارے قرآن مصلحت کی چادر کیوں اوڑھ لیتے ہیں؟ ہم نظریہ ضرورت کے مورچے میں سر کیوں چھپا لیتے ہیں؟ اور ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں عافیہ صدیقی کے ساتھ چھ ماہ کا ایک بچہ بھی تھا اور اگر کل روز حشر عافیہ صدیقی کے اس چھ ماہ کے بچے نے ہمارا گریبان پکڑ لیا تو ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ ہم بھول جاتے ہیں حضرت امام حسینؓ کے چھ ماہ کے بیٹے نے فرات کے کنارے ایک سوال پوچھا تھا اور ہم چودہ سو سال سے اس سوال کا جواب دے رہے ہیں لیکن قدرت ہمارے جواب سے مطمئن نہیں ہو رہی۔ آج اکیسویں صدی میں عافیہ صدیقی کا چھ ماہ کا بیٹا بھی ہم سے وہی سوال پوچھ رہا ہے، وہ ہم سے پوچھ رہا ہے ''میرا کیا جرم تھا؟'' ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے اس کائنات کا ایک رب ہے اور اس رب کی نظر میں اس وقت ہمارا کیا مقام ہوگا؟، وہ ہمارے بارے میں کیا سوچ رہا ہوگا؟۔ یہ چھ ماہ کا بچہ اس ملک کے 16 کروڑ لوگوں کو پیغام دے رہا ہے خدا کے لیے خدا سے ڈرو۔ تم سب نے فوت ہونا ہے اور فوت ہونے کے بعد اپنے رب کے سامنے پیش ہونا ہے اور اللہ کی عدالت وہ عدالت ہے جس میں تمہیں کوئی بش نہیں بچا سکے گا، وہاں صرف تمہارے اعمال، تمہاری سوچ، تمہاری جرات اور تمہارا ایمان تمہارا ساتھ دے گا اور تم نے اپنے اعمال اور اپنی نیکیاں اس چھ ماہ کے بچے اور ایک مظلوم عورت کے حوالے کر دی ہیں چنانچہ تم اب خالی ہاتھ لے کر اللہ کے سامنے پیش ہو گئے۔ ہمیں ماننا پڑے گا عافیہ صدیقی کے معاملے میں ہماری خاموشی ایک ایسا گناہ کبیرہ تھی جس کا تاوان اس پوری قوم کو ادا کرنا پڑے گا، جس کی سزا ہم سب کو بھگتنا پڑے گی۔ صدر مشرف کی سزا شروع ہو چکی ہے اور ہماری سزا کا وقت شروع ہونے والا ہے۔ بس چند دن کی بات ہے اور ہم تاوان کے بیلنے میں گنے کی طرح پیس دیے جائیں گے، ہم معافی مانگتے مانگتے دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

☆☆☆☆

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص بھی کسی مسلمان کو کسی ایسے موقع پر بے یارومدد گار چھوڑ دے جہاں اس کی حرمت پامال اور عزت مجروح کی جا رہی ہو تو اللہ بھی اس کو کسی ایسی ھی جگہ پر بے یارومدد گار چھوڑ دے گا جہاں یہ چاہے گا کہ اس کی مدد کی جائے۔ اور جو شخص بھی کسی مسلمان کی کسی ایسے موقع پر نصرت کرے گا جہاں اس کی عزت مجروح اور حرمت پامال کی جا رہی ہو تو اللہ کسی ایسی ھی جگہ پر اس کی نصرت فرمائے گا جہاں یہ چاہے گا کہ اس کی مدد کی جائے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الادب)



امریکہ کی بیمار فوج



شہزاد اقبال

24 سالہ سارجنٹ کرسٹوفر کو بغداد میں آئے ہوئے 7 ماہ ہوگئے ہیں۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی امریکہ سے عراق آنے پر مجبور ہوا تھا۔فوج کی نوکری میں ''انکار'' کا لفظ نہیں چلتا لہٰذا کرسٹوفر کو بھی اپنی یونٹ کے ساتھ بغداد آنا پڑا وہ امریکی فوج کے ان فوجیوں میں سے تھا جو بش کی عراق جنگ کے خلاف تھے لیکن جب بغداد میں اس کے شب و روز گزرے تو اس کے ہوش مزید ''ٹھکانے'' آگئے۔ وہ صبح 6 بجے اٹھتا تھا۔ فاسٹ فوڈ کا ناشتہ کرتا اور افسران کے حکم پر اپنی یونٹ کے ساتھ شہر کے مختلف علاقوں کا دورہ کرنا شروع کر دیتا اب چونکہ موسم گرما شروع ہو چکا ہے لہٰذا اس کی مشکلات میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ بھاری بھرکم فوجی لباس اور اس پر مختلف طرح کے ہتھیار اور سامان سے اس کو اپنی ریڑھ کی ہڈی کے اکیلے پن کا شدت سے احساس ہونے لگتا ہے۔ پسینے سے شرابور گرم موسم میں گرم لباس اور گرم پانی میں وہ ساتھیوں کے ہمراہ شہر کا گشت کرنے پر مجبور ہے اس دوران اگر اسے کسی عراقی شہری کے گھر میں گھسنا پڑتا تو وہ اس کی پریشانی میں مزید اضافہ کا باعث بنتا۔ وہ دیگر ساتھیوں کے ہمراہ جب کبھی کسی مشتبہ گھرانے کو ہدف بنا کر دروازہ توڑتے ہوئے اس غرض سے اندر داخل ہوتے کہ ان کا سامنا کسی بڑے مزاحمت کار سے ہوگا لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ گھر میں عام سے برتن، کھلونے اور دوسرا سامان بے ترتیبی سے پڑا ہے ناکافی لباس پہنے بچے گھر کے صحن میں کھیل رہے ہوتے ہیں اور مرغیاں دانا چگ رہی ہوتی ہیں تو انہیں ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑتا۔ دوپہر کا کھانا وہ اپنے جسم کے کسی حصے میں لٹکے ہوئے برتن کو الگ کر کے کھاتے اور پھر تپتی دوپہر میں نکل پڑتے۔ دیگر امریکی فوجیوں کی طرح سارجنٹ کرسٹوفر کو بھی عسکریت پسندوں کے حملے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ کوئی انجانے میں فدائی حملہ آور نہ آجائے بارود سے بھری کوئی گاڑی ان سے نہ آ ٹکرائے یا پھر سڑک کنارے نصب بم اس کو نشانہ نہ بنادے یہ اور اس نوع کے دیگر خوف اسے شام ڈھلے تک گھیرے رکھے ہوتے ہیں اور جب بغداد میں اندھیرا پھیلنے لگتا ہے تو وہ قدرے خوش اور قدرے ڈرے ہوتے ہیں کہ چلو آج کا دن خیریت سے گزر گیا لیکن رات گئے تک کی ڈیوٹی ابھی باقی ہے اور کچھ پتہ نہیں کہ کس گلی کی اوٹ سے یا گھر سے کوئی حملہ آور آجائے لہٰذا کرسٹوفر کے دل، دماغ اور جسم میں مسلسل ایک تناؤ کی کیفیت رہتی ہے کہ اتنے میں انہیں واپس اپنے اسٹیشن پر رپورٹ کرنے کو کہا جاتا ہے اور وہ بغداد میں اپنی فوجی قیام گاہ کا رخ کرتے ہیں۔ رات کا کھانا کھاتے ہیں اور پھر سو جاتے ہیں کہ پانچ چھ گھنٹے کی نیند کے بعد ایک اور دن ان کے سر پر کھڑا ہوتا ہے۔ یہ اکیلے سارجنٹ کرسٹوفر لی کی کہانی نہیں بلکہ عراق میں تعینات ایک لاکھ 68 ہزار امریکی فوجیوں میں سے اکثریت کو اس صورتحال سے گزرنا پڑتا ہے نا صرف امریکہ بلکہ برطانوی اور دیگر ملکوں کی فوجیوں کو بھی ایسی ہی مشکلات پیش آتی ہیں۔

جنگیں لڑنا کوئی آسان کام نہیں ہے اس سے جہاں قومیں کئی سال پیچھے چلی جاتی ہیں، قوموں کی برادری میں جارح ریاست کے متعلق جہاں خیالات بدل جاتے ہیں وہاں پر جارح فوج کے جوانوں کی نفسیات پر بھی شدید اثرات مرتب ہوتے ہیں کیونکہ ان کو سب سے زیادہ اس بات کا قلق ہوتا ہے کہ وہ غلطی پر ہیں۔ جارحیت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ تباہی اور بربادی کا سبب بن رہے ہیں تو دوسری جانب میدان جنگ میں انہیں مخالف فوج اور ان کے عوام کا سامنا کرنا پڑتا ہے، سخت ترین ڈیوٹی سرانجام دینی پڑتی ہے اس سے جارحیت کی مرتکب فوج ذہنی اور جسمانی عارضوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ سابقہ سوویت یونین اور امریکہ کی حالیہ تاریخ پر اگر ہم نظر ڈالیں تو ان دونوں ریاستوں کے فوجیوں کو جنگی محاذ پر جو اذیت ناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑا وہ کسی طور پر جوہری بم کی تباہ کاری سے کم نہیں ہیں۔

واشنگٹن انتظامیہ نے خارجہ پالیسی کی مد میں دہشت گردی کی جو اصطلاح شامل کر رکھی ہے اس کے نتائج اب سامنے آنا شروع ہوگئے ہیں۔ بش سینئر کے برعکس بش جونیئر کی صدارت کے دونوں عرصے ہی خود ساختہ جنگ کی نذر ہوگئے ہیں لیکن اس جنگ میں دوسروں پر گولہ بارود، ڈرٹی بم، مدر آف آل بمز اور کلسٹر بم کے ذریعے جو تباہی افغانستان اور عراق میں پھیلائی گئی اس کا ردعمل اب امریکی اور اتحادی فوجیوں پر 'کیپسول بم' کی صورت میں گرنا شروع ہوگیا ہے اور یہ امریکہ کے ''دشمن'' ملکوں یا فوجوں کی جانب سے تیار کردہ کوئی بم نہیں بلکہ یہ ادویات کی وہ کھیپ ہے جسے جارح امریکی فوجی استعمال کرنے پر مجبور ہوگئی ہے جن میں 'Zoloft' Ambein اور Poxi prozac Pfizer وغیرہ اہم ادویات ہیں۔ یہ اور ان جیسی بے شمار ایسی ادویات کی پینٹا گون نے امریکی فوجیوں کو استعمال کرنے کی اجازت دے دی ہے وگرنہ جنگ زدہ ملک میں تباہ حال اور پریشان حال فوجی

غیر قانونی طور پر ان ادویات کو استعمال کرنے پر مجبور تھے کیونکہ وطن سے دوری (جو ایک بار نہیں بار بار عراق میں تعیناتی کی صورت میں ہوتی ہے) گھر والوں، شریک حیات اور بچوں سے کئی کئی ہفتوں اور مہینوں تک بات نہ ہونا، سخت جسمانی مشقت، کم خوابی، خوف، پریشانی اور ذہنی اذیت انہیں یہ دوائیاں استعمال کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔

عراق اور افغانستان میں غیر ملکی فوج تعیناتی کی مدت جتنی بڑھتی جا رہی ہے اس سے فوجیوں کا مورال بھی سی تناسب سے گرتا جا رہا ہے جبکہ جارج واکر بش جنوری 2008ء میں کہہ چکے ہیں کہ امریکی فوج عراق دس سال یا سا سے بھی زیادہ قیام کر سکتی ہے ایسی صورت میں امریکی فوجی جو دینی جذبے کی بجائے قومی عصبیت کی بنیاد پر افغانستان اور عراق میں لڑ رہے ہیں، کے دلوں پر کیا بیتتی ہوگی۔ ان حالات میں امریکہ کی آرمی فیفتھ مینٹل ہیلتھ ایڈوائزری ٹیم Army Fifth Mental Health Advisory Teme کی حال ہی میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس کے مطابق عراق میں تعینات 17 فیصد امریکی فوجی خواب آور ادویات استعمال کر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ اعداد و شمار خود امریکہ کے ایک عسکری ادارے کے ہیں جو کسی صورت میں امریکی فوج کے نقائص سے حقیقی طور پر دنیا کو آگاہ نہیں کرے گا دوسرا یہ کہ مذکورہ اعداد و شمار صرف خواب آور ادویات سے متعلق ہیں کیونکہ جنگ زدہ ملکوں میں امریکی فوجی 8 سے 9 گھنٹے کی بجائے 5 سے 6 گھنٹے سو رہے ہیں جس سے وہ بے خوابی کا شکار ہو گئے ہیں۔ دوسری ادویات کا اس رپورٹ میں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

دوسری جانب امریکی فوج میں ذہنی سکون کیلئے اینٹی ڈپریشن ادویات کا استعمال بڑھ رہا ہے اور طب کے میدان میں تحقیق کرنے والے ایک ادارے کے مطابق امریکہ کی 14 کروڑ 70 لاکھ آبادی کے طبی نسخوں میں اینٹی ڈپیریشن ادویات کا استعمال بڑھ رہا ہے اور طب کے میدان میں تحقیق کرنے والے ایک ادارے کے مطابق امریکہ کی 14 کروڑ 70 لاکھ آبادی کے طبی نسخوں میں اینٹی ڈپیریشن اجزا شامل ہوتے ہیں اور یہ حالت اس کی فوج کی بھی ہے جو اسی معاشرے کا حصہ ہے جب یہ وقتاً فوقتاً عراق اور افغانستان جاتے ہیں تو انہیں انتہائی تناؤ کی صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس پر وہ نا صرف اپنے ساتھ لائے ہوئے اینٹی ڈپیریشن میڈیسن کا استعمال کرتے ہیں بلکہ اتحادی ممالک کے فوجیوں کو بھی اس کے استعمال کی ترغیب دیتے ہیں جس سے وقتی سکون تو مل جاتا ہے لیکن یہ ان فوجیوں کے جسمانی نظام کو متاثر کرنا شروع کر دیتی ہے۔ یاداشت کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہے اور فوجی سکون آور ادویات کے عادی ہو جاتے ہیں۔

امریکی فوج کے ان ''خفیہ ہتھیاروں'' یعنی طاقت آور و سکون آور گولیوں، کیپسول، انجیکشن وغیرہ سے ان کی نفسیاتی کیفیت بھی بدل گئی ہے اب ان کے اندر لڑائی کا محرک قومیت یا وطنیت کی بجائے ایک کھوکھلا نعرہ (یعنی دہشت گردی کیخلاف جنگ) رہ گیا ہے جس کی قیمت وہ مختلف عوارض، ہلاکتوں اور زخمی ہونے کی صورت میں ادا کر رہے ہیں جبکہ امریکی فوج میں ڈاکٹرز اور ماہر نفسیات کی تعداد حیران کن تک بڑھ گئی ہے جنہیں فوجیوں کے علاج اور ان کا مورال بلند کرنے کیلئے اگلے محاذوں پر بھیجا جا رہا ہے جس پر امریکی عوام اور سول سوسائٹی شدید تنقید کر رہی ہے لیکن جس نوع کی پرتشدد کا روائیوں کا آغاز ہو چکا ہے اور غیر ملکی افواج جس خوف کی کیفیت میں مبتلا ہو چکے ہیں وہاں پر اس قسم کی کاروائیاں ایک ضرورت بن چکی ہے اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اب ملٹری ڈاکٹر، سائیکا ٹرسٹ، ملٹری سائیکولوجسٹ، ملٹری ہسپتال، ملٹری نرس اور ملٹری میڈیسن کی اصطلاحات عام ہو چکی ہیں جبکہ امریکی فوج اور ادویات کا تعلق لازم و ملزوم ہو گیا ہے۔ لیکن تصویر کا دوسرا رخ مزید بھیانک ہے کہ جب علاج معالجے سے بھی سکون نہیں ملتا تو جنگ زدہ ملکوں میں تعینات فوجی خودکشی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کسی فوج کی اندرونی طاقت کا اس سے بہتر اندازہ لگانے کا اور کیا پیمانہ ہوگا امریکی فوج کا کہنا ہے کہ 2007ء میں 115 فوجیوں نے خودکشی کی جو اب تک ایک سال کے دوران خودکشیوں کی سب سے بڑی تعداد ہے اس عرصے میں عراق اور افغانستان میں پرتشدد کاروائیوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا اور امریکی فوج میں ہونے والی خودکشیوں میں سے ایک چوتھائی واقعات صرف عراق میں ہوئے۔ واضح کہ امریکی حکومت کی جانب سے ملک سے باہر فرائض انجام دینے کی مدت کو ایک سال سے بڑھا کر پندرہ ماہ کرنے سے بھی فوجیوں کی ذہنی صحت پر منفی اثر پڑا ہے۔ ڈیموکریٹک صدارتی امیدوار باراک اوبامہ نے خودکشیوں کی اس تعداد کو ایک ایسا ڈراؤنا خواب قرار دیا جو عراق جنگ کی انسانی قیمت کی یاد دلاتا ہے۔ امریکی خبر رساں ادارے اے پی نے امریکی فوجی ذرائع کے حوالے سے بتایا ہے کہ 2007ء میں ہونے والی خودکشیوں کی تعداد اس سے ایک سال قبل ہونے والے ایسے واقعات سے 13 فیصد زائد ہے جس کی وجوہات امریکی فوج کے کرنل ایلپستہ رچی نے طویل عرصے تک گھر سے دوری ایک جگہ سے دوسری جگہ تعیناتی جنگ کے خوفناک واقعات کا سامنا اور مہلک ہتھیاروں کی آسان دستیابی بتایا ہے۔

فوجیوں کو لاحق بیماریوں میں سے ایک بیماری اور حقائق سے فرار ہونے کی کوشش میں منشیات کا استعمال عام ہو رہا ہے۔ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ عراق اور افغانستان میں تعینات امریکی فوجی بھی چرس، ہیروئن تمباکو اور شراب کے رسیا ہوتے جا رہے ہیں اور پھر بے خود ہو کر کسی کمرے میں جا گرتے ہیں جبکہ گزشتہ سال کی ایک تحقیق سے معلوم ہوا کہ امریکہ کے اہم اتحادی ملک برطانیہ کے ہر سال 600 کے قریب فوجیوں کو منشیات کے الزام میں فوج سے نکال دیا جاتا ہے۔ ﴿بقیہ صفحہ نمبر پر﴾

کتی چوراں نال رل گئی اے

رب نواز فاروقی

پنجابی محاورہ ہے کہ کھیت کی رکھوالی کرنے والی کُتیا جب چوروں کے ساتھ مل جائے تو پھر اس کھیت کا انجام تباہی و بربادی ہی ہوتا ہے۔

''عزت مآب وزیر اعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی'' نے عین اس موقع پر جب چہار طرف قبائل پر بڑے امریکی حملے کی خبروں کی بازگشت ہے 14 جولائی کو اسلام آباد میں موٹروے پولیس سے خطاب کرتے ہوئے کہ کہ ''فاٹا میں غیر ملکیوں کی موجودگی سے ایک اور نائن الیون کا خطرہ ہے''

ان حالات میں پاکستانی وزیر اعظم کے اس بیان نے ثابت کر دیا ہے کہ اُس کی حیثیت امریکی وائسرائے 'رچرڈ باؤچر' کے پٹواری کے سوا کچھ نہیں گویا کہ مشرف ہو یا کیانی، شوکت ہو یا گیلانی سبھی انہی کے در کے غلام ہیں، کی سچی تصویر بنے نظر آتے ہیں۔حکومت ہو یا اپوزیشن سارے کا سارا ''جمہوری طائفہ'' غلام ابنِ غلام قبیلہ ہی ہے۔

بے حمیتی اور بے غیرتی کے خمیر میں گندھا ہُوا یہ ''جمہوری طائفہ'' اسلامی غیرت اور دینی جرات جیسے اعلیٰ الفاظ سے تو نا آشنا اور غیر مانوس ہے ہی لیکن اس میں کوئی قومی اور وطنی غیرت و ہمت بھی نہیں۔صلیبی جنگ میں صلیبیوں کی تنخواہ دار پاک فوج جو گزشتہ آٹھ سال سے صرف 'ڈالر' کے عوض اپنا تن، من، دھن غرضیکہ ایمان بھی اور جان بھی 'طاغوت' پر نچھاور کئے ہوئے ہے مہمند ایجنسی میں امریکی 'پھول نما' میزائل کا نشانہ بنی، میجر سمیت کئی افراد جان کی بازی ہار گئے اور پھر انگور اڈہ میں اپنے آقاؤں کی مدارات کا نشانہ بننے کے بعد بھی 10 جولائی کو وزیر دفاع کا ڈھٹائی کے ساتھ یہ کہنا کہ ''امریکی طیارے منہ اٹھا کر نہیں آتے جہاں اجازت دی جائے وہیں پرواز کرتے ہیں'' اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ نظام کے سبھی پُرزے چاہے وہ جمہوری ہوں یا فوج کے نسلی مالیشئے سبھی کے سبھی 'نوکر کی تے نخرہ کی' کی عملی تصویر بنے پھرتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ فوج اور نوکر شاہی کی کُتیا قیام پاکستان ہی سے چور کے ساتھ صرف ملی ہی نہیں ہوئیں بلکہ اُسی کی وفاداری میں صبح و شام وقف کئے ہوئے ہیں۔پاکستانیت کی وطنی سوچ کے اسیر اب یکا یک کیوں چیخ اٹھے ہیں کہ امریکہ ہماری پاک سرزمین کو اپنے ناپاک قدموں سے روندنا چاہتا ہے حالانکہ یہ بات تو آنکھوں سے عاری اندھے کو بھی بخوبی معلوم ہے کہ پاکستان اپنے قیام سے ہی 'امریکی کالونی' کی حیثیت اختیار کئے ہوئے ہے۔قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی نوزائیدہ مملکت کے ملازمین کو تنخواہ دینے کے لئے امریکی صدر سے ''ڈالرز'' دینے کی استدعا اور اس کے عوض خطے میں امریکی مفادات کے تحفظ کی ضمانت والی دستاویزات تو اب طبع عام ہو چکی ہیں، پھر لیاقت علی کے دورہ امریکہ میں 'کشکول گدائی' کی سرعام رونمائی بھی مخفی بات نہیں اور فیلڈ مارشل ایوب کے عہد حسین میں 'امریکی فوجی افسر' کا اپنی غلام فوج کی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کو جلا دینے کے لئے باقاعدہ 'اپوائنٹ' ہونا بھی غلامانہ ریکارڈ کا زریں باب بن چکا ہے۔سکندر مرزا اور یحییٰ خان سے لے کر ضیاء الحق تک سبھی اپنی جبینِ نیاز، امریکی در پر جھکائے اس گوشہ عاشقی سے گزرے اور اب 2001ء سے صلیبی جنگ میں فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ادا کرتے ہوئے ایک ہزار سے زائد مجاہدین مخلصین کو ڈالروں کے عوض اپنے آقا کے سپرد کرنا، خود اپنے ہاں ہزاروں ایمان والوں، کو مقید کرنا اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کرنا، وانا آپریشن سے لے کر باجوڑ، سوات اور خیبر ہر جگہ کشت و خون اور پھر اِسی صلیبی دیوی پر دو ہزار سے زائد اپنے فوجی چڑھاوے کے طور پر چڑھانا، یہ سبھی کچھ اسی جیتی جاگتی دنیا میں عین دن کی روشنی میں، سب کے سامنے کیا گیا اور اس پر فخر و انبساط کا اظہار بھی کیا گیا اور اِس غلامی کو اپنے لئے اعزاز بھی گردانا گیا ان ''سب پر مستزاد'' لال مسجد کا زخم تو ہمیشہ اس سرزمین پر رستا ہُوا ناسور بنا رہے گا۔

کیا یہ ساری فردِ جرم اس بات کی شہادت نہیں دے رہی کہ یہ 'پیارا وطن' اپنے قیام سے ہی 'امریکی کالونی' کی حیثیت رکھتا ہے اب اگر حقیقی آقا اپنی بسائی ہوئی بستی 'جمہوری پاکستان' میں خود آنا ہی چاہتا ہے تو خوشی سے آئے لیکن یہ ضرور یاد رکھے کہ......

(بقیہ صفحہ)

صلیبی جنگ اور آئمۃ الکفر

ترتیب وتبصرہ
احمد مصطفیٰ

1جولائی:

☆ تین امریکی ایجنسیاں پاکستانی فورسز کے ساتھ مل کر وزیرستان میں طالبان کے خلاف آپریشن کر رہی ہیں۔ امریکی جریدے نیویارک میگزین کی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ پاکستان پہلے ان ایجنسیوں کو انٹیلی جنس معلومات فراہم کرتا ہے جس کے بعد پریڈیٹر میزائل کے ذریعے کاروائی کی جاتی ہے۔31 جنوری کو ابواللیث اللیبی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت بھی اسی آپریشن کا حصہ تھی۔''جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں سے'' کے مصداق یہ رپورٹ عہد حاضر کے میر جعفروں اور میر صادقوں کے جرائم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

☆ بش نے عراق اور افغانسان میں جنگی اخراجات کے لیے کانگریس کی جانب سے منظور کیے گئے162 ارب ڈالر کے بل پر دستخط کر دیئے۔ بل کی منظوری سے اب تک عراق جنگ کے لیے مختص رقم650 ارب ڈالر جبکہ افغانسان کے لیے یہ رقم200 ارب ڈالر تک پہنچ گئی ہے۔ بے سروسامانی کے عالم میں طاغوت کے خلاف برسر پیکار مخلص مجاہدین نے آج اللہ کی نصرت سے یہ دن بھی دکھایا ہے کہ کفر اپنے تمامتر وسائل جھونکنے کے باوجود ذلیل وخوار ہو رہا ہے۔

02جولائی:

☆ کچھ مہینوں سے شرقی افغانستان میں اتحادی افواج پر حملوں میں40 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ پینٹا گان کی نئی رپورٹ۔ ''ٹائم'' میگزین کے مطابق رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ طالبان کو قبائلی علاقوں میں محفوظ پناہ گاہوں کی وجہ سے دوبارہ ابھرنے کی قوت ملی:

03جولائی:

☆ واشنگٹن ٹائمز کی رپورٹ میں انتہائی مصدقہ ذرائع کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ امریکی وزارت دفاع، پینٹا گان اور سی آئی اے حکام سات برس گزرنے کے باوجود شیخ اسامہ بن لادن حفظ اللہ کی تلاش میں ناکامی پر مایوسی کا شکار ہیں رپورٹ میں یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ جنرل پرویز مشرف نے2001ء میں ایک خفیہ معاہدے کے تحت امریکہ کو پاکستان میں شیخ اسامہ کی موجودگی کی اطلاع پر ڈرمن طیارے کے ذریعے میزائل حملے کی اجازت دے رکھی ہے۔ اسے کہتے ہیں جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ کفار ومنافقین کا اتحاد مل کر بھی اپنی تمام تر ٹیکنالوجی کے باوجود ناکامی سے دو چار ہے۔

☆ امریکی نائب وزیر خارجہ باؤچر جو درحقیقت ان دنوں امریکی وائسرائے برائے پاکستان کا کردار ادا کر رہا ہے نے اپنی رعایا کو یہ باور کرایا ہے کہ ان کا مسئلہ جنرل مشرف نہیں بلکہ مہنگائی، توانائی کی کمی وغیرہ ہیں۔ اسلام آباد میں اپنے دورے کے بعد صحافیوں کو بریفنگ دیتے ہوئے باوچر نے بتایا کہ ماضی میں صرف ایک شخصیت سے ڈیل کرنے کی نسبت اب انہیں صدر وزیر اعظم اور فوج سے الگ الگ معاملات کرنے پڑتے ہیں۔ افسوس کہ ہماری بے حسی اور ہمارے حکمرانوں کی بے حمیتی کی بدولت آج کفار کھلم کھلا ہم پر حکمرانی کرتے ہیں۔

09جولائی:

☆ اگلے امریکی صدر کے لیے عراق یا افغانستان نہیں، پاکستان سب سے بڑا چیلنج ہوگا۔ عراق کی بہتر صورت حال چھوڑ کر جاؤں گا۔ افغانستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو جائے گا لیکن پاکستان میں صورت حال کافی پیچیدہ ہے۔ امام اللکفر بش کا بیان امریکی صدر القاعدہ کمانڈروں کے تعاقب میں امریکی فوج کے پاکستان کے داخلے اختیار پر دستخط کریں پینٹا گون کا مطالبہ بش انتظامیہ کے بعض عہدیداروں نے مخالفت کی (رپورٹ) امریکی اداروں کی رپورٹس اور عہدیداروں کے بیانات اور کاروائیوں کو بغور دیکھا جائے تو اصل پہلا اور آخری ٹارگٹ امتِ مسلمہ کا دل، امت مسلمہ کی ایٹمی قوت پاکستان ہی ہے۔ اس لیے حیلے بہانوں سے اصل ہدف پاکستان کو زیر غلامی کرنا ہے۔ اللہ ہی حفاظت کرے ہم سب کے دیس کی۔''

☆ ''افغانستان میں فوجی کاروائی کے تعاون کے لیے امریکی بحری بیڑہ یو ایس ایس ابراہام لنکن خلیج فارس سے بحیرہ عرب منتقل''۔ امریکی حکام کا کہنا ہے کہ عراق میں تشدد میں کمی آنے کے بعد اب زیادہ توجہ افغانستان پر مرکوز رکھی جائے گی۔ مشرقی افغانستان میں مزاحمت کاروں کے حملوں میں اضافہ ہوا ہے۔ فیصلے کا مقصد ایران پر حملے کی تیاری نہیں:

ان ساری تیاریوں میں امریکی مقاصد واضح اور دانا وبینا کے لیے کافی ہیں کہ افغانستان کو مرکز بنا کر پاکستان، ایران، چین اور دوسرے قریبی ممالک کے تجارتی، سیاسی، مالی، انتظامی اور معاشرتی اقتدار کو اپنے کنٹرول

میں رکھ کر اپنے سپر پاور کے خواب کو عملی تکمیل اور صہیونی عزائم میں ہی رنگ بھرا جاسکتا ہے۔

11جولائی:

☆ عراق اور افغانستان میں تعینات برطانوی فوج کی اکثریت خوف کا شکار ہے۔ برطانوی خبر رساں ادارے ٹائمز یو کے کے مطابق عراق اور افغانستان میں تعینات کئی ہزار برطانوی فوجیوں کے سروے کے نتائج کے مطابق اکثریت کا کہنا تھا کہ ہمیں وسائل کی کمی کا سامنا ہے جس کی وجہ سے ہماری زندگیاں داؤ پر لگی ہوئی ہیں۔سروے میں رائل آرمی کے 57فیصد، نیوی کے 50فیصد اور فضائی فوج کے 52فیصد فوجیوں نے خوف کا اظہار کیا۔

حالیہ سروے نے برطانوی وزارت دفاع کو شدید فکر مند کر دیا ہے جس کی وجہ سے برطانوی فوج کا عزم متزلزل ہو رہا ہے۔ وزارت دفاع نے سروے پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ تین برسوں میں ہم نے دونوں ممالک میں تعینات اپنے فوجیوں کو 10ارب پونڈ کا جنگی سازو سامان فراہم کیا اور اہم مزید بھی فراہم کر رہے ہیں۔بقول اقبال

اللہ کو پامردی مومن پہ بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

لیکن بے سروسامانی کے عالم میں لڑنے والے مخلص بندگان خدا نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اللہ کی نصرت کے علاوہ سب سہارے بودے اور کمزور ہیں۔

قندھار شہر کے اردگرد 10امریکی میرینز ہلاک اور 50زخمی:

مائیکل مولن کا اعتراف

☆ پاکستانی قبائلی علاقوں میں کاروائی کی حکمت عملی تیار کرلی۔

امریکی چیرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی مائیکل مولن نے اعتراف کیا ہے کہ گزشتہ چند ماہ کے دوران امریکی واتحادی افواج پر حملوں اور ہلاکتوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا ہے۔مولن نے اعتراف کیا کہ صرف قندھار کے گردونواح میں10امریکی میرینز ہلاک اور 50زخمی ہو چکے ہیں۔پاکستان کا اچانک دورہ کرنے سے قبل کابل میں مائیکل مولن نے اپنی فوج کی دھنائی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی وجہ پاکستانی قبائل علاقوں سے مجاہدین کی آمد کو قرار دیا۔مائیکل مولن کا کہنا تھا کہ قبائلی علاقے دہشت گردوں (مجاہدین) اور القاعدہ کے لیے محفوظ پناہ گاہ بن چکے ہیں اور یہ کہ انہوں نے قبائلی علاقوں پر حملوں کی حکمت عملی تیار کرلی ہے۔

کابل سے روانگی کے بعد مائیکل مولن نے 6 گھنٹے پاکستان میں عسکری قیادت کی گوشمالی کی۔

پاکستانی سرحد پر صلیبی اتحادی فوج کا اجتماع

16جولائی:

☆ جارحیت ہوئی تو سروں پر کفن باندھ کر بھرپور جواب دیں گے۔

تحریک طالبان اور قبائلی سردار۔

وزیرستان سے ملحقہ پاک افغان سرحد پر بڑے پیمانے پر صلیبی اتحادی افواج کی آمد اور علاقے میں نقل وحرکت شروع ہوگئی ہے۔ ہیلی کاپٹر، ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں امریکی اور نیٹو فورسز کی مدد اور حفاظت پر معمور ہیں۔سرحد پار سے موصولہ اطلاعات کے مطابق افغان صوبہ خوست میں بذریعہ ہیلی کاپٹر ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں اتارتے ہوئے دیکھے گئے جبکہ یہی صورتحال لوازہ امریکی بیس اور میر سفر کی بھی بتائی گئی ہے۔علاقے میں ہیلی کاپٹروں کا گشت بھی شروع ہے۔ ہیلی کاپٹروں کے ساتھ ساتھ جیٹ لڑاکا طیارے بھی پاک افغان سرحد کے زیرو پوائنٹ تک پرواز کر رہے ہیں۔آئی ایس پی آر نے ایسی کسی بھی اطلاع کی حسب معمول تردید کی اور کہا کہ ممکن ہے ایکسر سائز ہو۔واضح رہے کہ گزشتہ چند دنوں میں تمام تر امریکی قیادت بشمول بش، مائیکل مولن صدارتی امیدوار بارک باما اور جان مکین واضح لفظوں میں پاکستان سرحدوں کے اندر کاروائی کی دھمکیاں دے چکے ہیں۔لیکن پاکستان کی بے حس اور بزدل جمہوری قیادت دبئ اور لندن میں چھپ کر بیٹھی ہے اور سرحدوں کی نام نہاد محافظ پاکستانی فوج اپنے ہی بھائیوں اور وطن کے سچے اور مخلص محافظوں قبائلی مجاہدین کے خلاف آپریشن کرنے میں مصروف ہے۔

دوسری طرف قبائلی سرداروں نے میرانشاہ پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس کے دوران 30لاکھ مسلح قبائلیوں کو خبردار کیا کہ وہ اسلحہ صاف کر کے وطن عزیز اور اسلام کے دفاع کے لیے میدان میں نکل کر صیہونی طاقتوں کو جواب دینے کے لیے تیار ہو جائیں جبکہ تحریک طالبان مہمند ایجنسی کے ترجمان ڈاکٹر اسد نے کہا ہے کہ اتحادی افواج نے قبائلی سرحدات کی خلاف وزری کی تو انہیں منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔

بقیہ: کتی چوراں نال رل گئی

نظام تو عراق اور افغانستان کا بھی اُس کا 'اپنا' تھا لیکن اب وہ وہاں سے نکلنے کی راہِ فرار تلاش کر رہا ہے اِس بستی پاکستان کا نظام بھی اُس کا غلام ہے لیکن وطنیت کے بت کو پاش پاش کرنے والے مجاہدین مخلصین صرف اور صرف اللہ کی نصرت کے سہارے امریکہ کو یہاں سے زندہ نہیں بلکہ اُس کا تابوت ہی سات سمندر پار بھیجیں گے کیونکہ مجاہدین کے استاد عبداللہ عزام شہید نے کہا تھا ''انھم لایعرفون بعرفون الالغۃ التوابیت'' کہ یہ تابوتوں کی زبان کے سوا کوئی اور زبان نہیں سمجھتے۔

جولائی 2008ء: خراسان کے گرم محاذوں سے

تحقیق وترتیب: عمر فاروق

یکم جولائی:

کابل کے جنوب میں امریکی اڈے پر مجاہدین کے حملے میں زخمی ہونے والے تین امریکی فوجی جہنم واصل ہوگئے۔ اس طرح جون 2008، 46 فوجیوں کی ہلاکت کے ساتھ صلیبیوں کے لیے بدترین ماہ ثابت ہوا

ادھر جنوبی افغانستان میں امریکی فوجی دستے پر بم حملے میں ایک امریکی ہلاک۔ صوبہ نمروز میں طالبان مجاہدین اور اتحادیوں کے مابین شدید جھڑپ ،اتحادی فوج کو فضائی مدد کا سہارا لینا پڑا۔

صوبہ پکتیکا میں سڑک کنارے نصب بم دھماکے میں افغان ملی فوج کے دو فوجی ہلاک اور تین زخمی۔

02 جولائی:

خوست: ایساف کے فوجی دستے پر مجاہدین کا راکٹوں، دستی بموں اور چھوٹے ہتھیاروں سے حملہ، ضلع تنائی میں نیٹو کے گن شپ ہیلی کاپڑوں کی فائرنگ سے 10 مجاہدین شہید۔

اوزگان: قندھار سپین بولدک شاہراہ پر فدائی حملے میں آٹھ اتحادی فوجی ہلاک اور تین ٹینک تباہ ہوگئے۔

صوبہ لوگی میں طالبان مجاہدین نے ہیلی کاپٹر مار گرایا ہیلی کاپٹر میں سوار فوجیوں کی ہلاکت کا دعویٰ اتحادی فوج کا کہنا ہے کہ ہیلی کاپٹر میں سوار فوجی بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔

صوبہ ہرات میں کٹھ پتلی کرزئی حکومت کا گورنر غلام دستگیر آزاد فدائی حملے میں بال بال بچ گیا۔ 4 محافظ ہلاک

04 جولائی:

صوبہ لوگر: میں سڑک کنارے نصب بم دھماکے میں افغان نیشنل آرمی کے 15 اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے

کنٹر: طالبان مجاہدین کے مارٹر حملے میں 10 اتحادی فوجی ہلاک ہوگئے صوبہ بادغیس میں نیٹو کی قیادت میں ایساف اور افغان فوج کے دستوں کی مجاہدین سے 25 گھنٹے تک شدید لڑائی۔ 25 مجاہدین کو شہید کرنے کا دعویٰ۔ آزاد ذرائع سے تصدیق نہیں ہوسکی۔ اتحادی فوج نے اپنا نقصان بھی نہیں ظاہر کیا۔

05 جولائی:

قندھار: ضلع پنجوائی میں پولیس چیک پوسٹ پر طالبان مجاہدین کے حملے میں 8 اہلکار ہلاک

غزنی: سڑک کنارے نصب بم دھماکے میں تین پولیس اہلکار ہلاک۔

پکتیکا: آٹھ افغان فوجی اغوا۔

نورستان: امریکی ہیلی کاپٹرز کے فضائی حملے میں 22 شہری شہید

06 جولائی:

مجاہدین نے قندھار ہلمند شاہراہ پر قبضہ کرکے مرکزی سڑک کو ہر قسم کی ٹریفک کے لیے بند کردیا ہے۔ برطانوی فوج نے قبضہ چھڑانے سے معذرت کرلی۔

صوبہ ننگرہار: کے ضلع دیہہ بالا میں اتحادی افواج کی بمباری دلہن سمیت بارات میں شریک 44 خواتین بچے اور 3 مرد شہید، 10 افراد لاپتہ ہیں جن کے بارے میں خدشہ ہے کہ ملبے تلے دبے ہوئے ہیں۔

09 جولائی:

زابل: طالبان مجاہدین کا افغان ملی فوج کے کانوائے پر دستی بموں اور راکٹوں سے حملہ 20 فوجی ہلاک

کنٹر: بم دھماکے میں ایک نیٹو فوجی ہلاک اور چار زخمی

13 جولائی:

ہلمند: افغان فوج اور پولیس کے قافلے پر فدائی حملہ 12 افغان فوجی ہلاک۔

زابل: پل کے نیچے نصب دو بم پھٹنے سے 4 پولیس اہلکار ہلاک متعدد زخمی

14 جولائی:

صوبہ کنٹر کے ضلع وانت میں مجاہدین کی تاریخی کاروائی 20 امریکی جہنم رسید۔ تفصیلات کے مطابق وانت میں یہ فوجی اڈہ حال ہی میں قائم ہوا تھا جس پر راکٹوں، مارٹر اور دستی بموں سے حملہ کرنے کے بعد مجاہدین اس کے اندر گھس گئے اور 20 امریکی فوجیوں کو ہلاک کردیا۔

ایک مغربی عہدیدار نے 9 امریکیوں کی ہلاکت کا اعتراف کرلیا۔ حملے کے بعد ایساف اور افغان فوج نے فضائی مدد طلب کرلی جس میں اپاچی ہیلی کاپٹر اور لڑاکا طیارے شامل ہیں۔ مجاہدین کے ترجمان نے غیر ملکی خبر رساں ادارے کو نامعلوم مقام سے فون پر بتایا کہ انہوں نے کابل میں بمباری سے بے گناہ لوگوں کی شہادت کا بدلہ لے لیا ہے مجاہدین کے ترجمان نے کاروائی کے دوران 3 ساتھیوں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔ واضح رہے کہ کنٹر میں ہونے والا اب تک کا یہ سب سے بڑا حملہ ہے۔ اس سے پہلے 2005ء میں

مجاہدین نے ایک امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا تھا جس میں 16 امریکی جہنم رسید ہوئے تھے۔

15 جولائی:

ہلمند: اتحادی فوج کے لیے رسد لے جانے والا قافلہ بارودی سرنگ کا شکار، 6 محافظ ہلاک

پکتیکا: سڑک کنارے نصب بم پھٹنے سے امریکی سیکیورٹی کمپنی کے 7 ملازم ہلاک

قندھار: ضلع پنجوائی میں فوج اور مجاہدین کے درمیان شدید جھڑپیں۔

16 جولائی:

کنڑ: امریکی طیاروں کی بمباری سے 40 شہری شہید ہو گئے شہید ہونے والے افراد امریکی فوج کے حکم پر ضلع وانت سے نقل مکانی کر کے جا رہے تھے۔ جہاں 1 جولائی کو مجاہدین نے امریکی اڈے پر حملہ کر کے 20 امریکی فوجی ہلاک کر دیئے تھے۔ امریکی فوج نے وانت میں ضلعی سربراہ اور مقامی پولیس چیف کو بھی زیر حراست رکھ کران سے تفتیش کی ہے۔

17 جولائی:

امریکی فوج نے مجاہدین کے ہاتھوں درگت بننے کے بعد کنڑ کے ضلع وانت میں اپنا اڈہ خالی کر دیا۔ امریکی فوج کے جانے کے بعد مجاہدین نے علاقے پر قبضہ کر لیا اور فوجی اڈہ خالی کرنے کے اقدام کو امریکی فوج کی پسپائی قرار دیا۔

ادھر قبائلی علاقوں میں مجاہدین نے افغانستان میں نیٹو فورسز کی سپلائی لائن کاٹنے کا اعلان کرتے ہوئے ڈیزل کی افغانستان میں ترسیل پر پابندی لگا دی ہے۔

18 جولائی:

غزنی: فدائی حملے میں 25 اتحادی فوجی جہنم واصل ہو گئے۔ تفصیلات کے مطابق طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے نجی ٹی وی کو بتایا کہ ننگر ہار سے تعلق رکھنے والے عبدالطیف نامی مجاہد نے غزنی کے علاقے کالا باغ میں اپنی بارود سے بھری گاڑی اتحادی فوجیوں کی گاڑی سے ٹکرا دی جس کے نتیجے میں 25 اتحادی فوجی ہلاک اور ان کی متعدد گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔

ہرات: مجاہدین کے ہاتھوں زخم خوردہ افغان و نیٹو فورسز نے نہتے شہریوں کو نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ کنڑ اور ننگر ہار کے بعد ہرات اور فرح میں بھی شہریوں پر بمباری کم از کم 50 شہری شہید، تفصیلات کے مطابق صوبہ ہرات میں ضلع شین ڈنڈ میں ہر مکان اور بخت آباد نامی دیہات پر نیٹو کے طیاروں نے وحشیانہ بمباری کی جس کے نتیجے میں درجنوں افراد جاں بحق ہو گئے۔ جن میں کرزئی کے دو قریبی ساتھی حاجی نصر اللہ اور ارباب بخت بھی شامل ہیں۔ دوسری جانب صوبہ فرح میں اتحادی اور افغان افواج کے آپریشن میں 9 شہری شہید ہو گئے ہیں۔

خوست: افغان فوج کی چیک پوسٹ پر حملے میں دو فوجی ہلاک اور تین زخمی ہو گئے۔

19 جولائی:

ہلمند: ضلع ناوا میں سڑک کنارے بم دھماکے میں تین افغان سیکورٹی اہلکار ہلاک اور 9 زخمی ہو گئے۔

زابل: نیٹو فورسز کے لیے اشیا لانے والے قافلے پر حملہ ایک افغان سپاہی ہلاک اور 9 زخمی

خوست: مجاہدین اور افغان فوجیوں کے مابین لڑائی میں افغان فوج کی دو گاڑیاں تباہ اور متعدد فوجی ہلاک ہو گئے۔

نورستان: امریکی اور افغان فوجیوں کے قافلے پر مجاہدین کا حملہ۔ 13 گاڑیاں تباہ۔

20 جولائی:

قندھار: ضلع میوند میں سڑک کے کنارے بم پھٹنے سے 4 افغان پولیس اہلکار مارے گے، جبکہ ضلع پنجوائی میں فوجی قافلے پر حملے میں ایک نیٹو فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

21 جولائی:

ہلمند: ضلع گریشک میں پولیس ہیڈ کوارٹر اور ضلعی جیل پر مجاہدین کا بھر پور حملہ۔ 20 افغان پولیس اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

پکتیکا: اتحادی فوج کے مارٹر گولے گھر پر گرنے سے 4 شہری شہید۔

فرح: ضلع انار دارہ میں اتحادی فوج کی بمباری سے 9 افغان پولیس اہلکار ہلاک۔ اتحادیوں کے خوف کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے بدحواسی میں افغان پولیس کو مجاہدین سمجھ کر حملہ کر دیا۔

22 جولائی:

غزنی: مجاہدین نے بھر پور حملہ کر کے ضلع آجرستان پر قبضہ کر لیا۔ کاروائی میں 10 افغان پولیس اہلکار ہلاک ہو گئے اور متعدد زخمی ہوئے۔ افغان وزارت داخلہ کے مطابق درجنوں مجاہدین نے آدھی رات کے وقت شدید حملہ کر کے کرزئی کی انتظامیہ کو علاقہ چھوڑ کر فرار ہونے پر مجبور کر دیا۔

لوگر: حزب اسلامی کے مجاہدین نے تانبے کی کان پر تعینات افغان فوج کی گاڑی ریموٹ کنٹرول بم سے اڑا دی جس کے نتیجے میں چار فوجی اور ایک کمانڈر ہلاک ہو گے۔

ہلمند: اتوار کے روز ہونے والے حملے میں زخمی ہونے والا نیٹو کا ایک اور فوجی ہلاک ہو گیا۔

24 جولائی:

ہلمند: ضلع کجلی میں مجاہدین کے حملے میں ایک برطانوی فوجی ہلاک اور 2 دیگر زخمی۔

ننگرہار: پولیس کا ضلعی سربراہ بم حملے میں ہلاک

25 جولائی:

غزنی آجرستان سے مجاہدین کا قبضہ چھڑانے کے لیے شدید لڑائی۔ بمباری کے باوجود نیٹو اور افغان افواج قبضہ چھڑانے میں ناکام۔ بدھ کے روز سے شروع ہونے والا آپریشن تاحال جاری ہے اور کفار و مرتدین کی افواج پوری قوت استعمال کر کے بھی مجاہدین سے ضلع آجرستان کا قبضہ نہیں چھڑا سکی۔

ہلمند: ضلع گریشک میں مجاہدین کے راکٹ حملے میں ڈنمارک کے دو فوجی زخمی ہوگئے۔ جن میں سے ایک کی حالت نازک ہے۔

پکتیکا: بارودی سرنگ کے دھماکے میں چار پولیس اہلکار ہلاک

صوبہ فرح: بارودی سرنگ دھماکے میں 3 پولیس اہلکار ہلاک

27 جولائی:

ہلمند: نیٹو کا نہتے شہریوں پر ایک اور شب خون۔ فائرنگ سے 7 شہری شہید۔ ضلع سنگین کے علاقے سروان قلعہ میں نیٹو فوج کی چیک پوسٹ سے گزرتی بس پر فائرنگ سے بس میں سوار 3 خواتین اور 2 بچوں سمیت 7 افراد شہید ہوگئے! عینی شاہدین کے مطابق فوجیوں نے بس پر بغیر کسی اشتعال کے فائرنگ کی۔

ہلمند: ضلع نہر سراج میں مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ کے دھماکے سے اتحادی فوج کی گاڑی تباہ ہوگئی جس کے نتیجے میں کم از کم ایک صلیبی فوجی ہلاک اور 3 زخمی ہوگئے۔

28 جولائی:

خوست: مجاہدین کا ضلع سپیرا میں افغان پولیس اور اتحادی افواج پر شدید حملہ۔ اتحادی افواج نے فضائی مدد طلب کر لی۔

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اُخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا
یہ ہندی ' وہ خُراسانی' یہ افغانی وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل! اُچھل کر بے کراں ہو جا

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

بقیہ: امریکہ کی بیمار فوج

رائل سروسز انسٹی ٹیوٹ کے مطابق کوکین کے استعمال کو سب سے بڑے مسئلے کے طور پر نشاندہی کی گئی ہے۔

ویت نام کے تلخ تجربے کے بعد امریکہ آج پھر جنگ کی بھٹی میں بری طرح سے پھنس چکا ہے۔ بش کے خلاف ایوان نمائندگان میں مواخذے کی قرارداد منظور ہوچکی ہے (جس کی بہرحال کامیابی کے امکانات بہت کم ہیں) امریکہ کے احتساب کی باتیں ہو رہی ہیں۔ دنیا میں امریکی پالیسیوں کیخلاف جگہ جگہ احتجاج ہو رہا ہے۔ افغانستان اور اس کے ہمسایہ ملک پاکستان میں امریکی حملوں سے شہری جاں بحق ہو رہے ہیں رو دوسری طرف پیرس میں افغانستان کی ترقی کے لئے ڈونر کانفرنس کے ذریعے 21 ارب ڈالر بھی اکٹھے کئے جاتے ہیں جس میں سب سے بڑے حصہ دار امریکہ نے دس ارب ڈالر دیئے ہیں۔ اس منافقت پر غصہ نہ آئے تو کیا آئے اور اگر عراق کو دیکھیں جہاں مارچ 2003 سے اب تک 10 لاکھ شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا جا چکا ہے امریکہ کے 4096 فوجی ہلاک اور 30333 زخمی ہوچکے ہیں اس کے باوجود نہ تو عظیم ترتباہی پھیلانے ولاے ہتھیار برآمد ہوتے ہیں اور ''نہ ہی صدام حسین کی آمریت کا خاتمہ'' کہ جن کو قبر میں اتارے ہوئے بھی کئی سال ہوچکے ہیں لیکن انکل سام، سام کے چہیتے، یزیدی فوج کا کردار ادا کر رہے ہیں اجتماعی قبریں دریافت بھی ہو رہی ہیں اور تیار بھی کی جا رہی ہیں الزامات، بیانات اور دوروں کے باوجود صورتحال میں کوئی تبدیلی ہوتی ہوئی نظر نہیں آ رہی ماسوائے یہ کہ لاشیں سرز میں کربلا میں گر رہی ہیں اور امریکہ کے فوجی Prozac 20mg کھا کر اپنا غم دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بے سدھ پڑے ہوتے ہیں یہی صورتحال کسی جنگ کا بھیانک چہرہ ہوتا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت)

یوں تو مسجد اور مینار آمنے سامنے ہیں مگر ان کے درمیان ذرا سی مسافت جس میں سکھوں کا گردوارہ اور فرنگیوں کا پڑاؤ شامل ہیں تین صدیوں پر محیط ہے، میں مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھا ان تین گمشدہ صدیوں کا ماتم کر رہا تھا۔ مسجد کے مینار نے جھک کر میرے کان میں راز کی بات کہہ دی، جب مسجدیں بے رونق، اور مدرسے بے چراغ ہو جائیں، جہاد کی جگہ جمود اور حق کی جگہ حکایت کو مل جائے، ملک کے بجائے مفاد اور ملت کے بجائے مصلحت عزیز ہو، اور جب مسلمانوں کو موت سے خوف آئے اور زندگی سے محبت ہو جائے تو صدیاں یوں ہی گم ہو جاتی ہیں۔''

(آواز دوست۔ مختار مسعود)

عقابی شان سے جھپٹے تھے جو، بے بال و پر نکلے
ستارے شام کے خونِ شفَق میں ڈوب کر نکلے

ہُوئے مدفونِ دریا زیرِ دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو، بن کر گُہر نکلے

غبارِ رہ گزر ہیں، کیمیا پر ناز تھا جن کو
جبینیں خاک پر رکھتے تھے جو، اِکسیر گر نکلے

ہمارا نرم رَو قاصد پیامِ زندگی لایا
خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بے خبر نکلے

حرم رُسوا ہُوا پیرِ حرم کی کم نگاہی سے
جوانانِ تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے

زمیں سے نُوریانِ آسماں پرواز کہتے تھے
یہ خاکی زندہ تر، پائندہ تر، تابندہ تر نکلے

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈُوبے اِدھر نکلے

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیرِ مِلّت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ مِلّت ہے

ماخوذ از بانگِ درا